Tauseeq, Volume. 3, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI:https://doi.org/10.37605/tauseeq.v3i2.32

Received: 28-10-2022
Accepted: 06-12-2022
Published: 31-12-2022

نذیر تبسم کی شاعری میں ماضی پرستی کا رجحان

(The Trend of Pastism in the poetry of Nazir Tabassum)

• ڈاکٹر راحیلہ خورشید

•ڈاکٹر صدف عنبرین

***Abstract*:**

Nostalgia is a Psychological term. In the past it was considered as an illness, but in the present era past is considered as a metaphor for pleasant moments along with the unpleasant memories. Nostalgia may or may not also be known as home sickness. Expressing human emotions can be effectively done through poetry. Poet uses such words in his poetry that provides a compelling reason for catharsis on emotional level. In the inner world of human beings emotions and feelings that tend to arouse are depicted through poetry as having strong ties with the past. William Wordsworth opines that the relation of poetry with emotions is established through the reference of past .in the poetry of Nazir Tabassum ,impact of Past Experiences on human life and psyche has gained enough prominence .It is not an exaggeration to say that he ,in fact , colours past pictures with the hues of present.

Key words: Nostalgia, Urdu poetry, emotions, catharsis, Nazir Tabassum

ادب کا تعلق ایک طرف شعور اور لاشعور سے مربوط ہوتا ہے تو دوسری طرف معاشرہ اور انسانی رویے بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب کسی تخلیق کار کی ادبی تخلیق کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو اس عمل میں تخلیق کار کی ذاتی نفسیاتی کیفیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ تخلیق کار ایک انسان ہونے کے ناطے نفسیاتی عوامل کا شکار ہوتا ہے۔وہ اپنے فن پاروں کا تانا بانا اسی ماحول سے اخذ کرتا ہے۔جس ماحول کا وہ حصہ ہوتا ہے۔ علم نفسیات میں خارجیت کے بجائے داخلی دنیا ،احساسات وجذبات اور کیفیات کو اہمیت دی جاتی ہے۔مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ تخلیق کار خارج سے اثر قبول کرتا ہے اور پھر ان اثرات کا نئے رنگ و آہنگ سے اظہار کرتا ہے۔ نذیر تبسم کی شاعری کا نفسیاتی حوالے سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نفسیاتی پیچیدگیوں کو بڑے سلیقے سے شاعری میں سمویا ہے۔اور عشق کی نفسیات کو زندگی اور پھر

• اسسٹنٹ پروفیسر شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونی ورسٹی پشاور
• لیکچرر، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونی ورسٹی پشاور

انسانی شخصیت کی نفسیات بنا دیا ہے۔ان کی شاعری میں نفسیاتی اتار چڑھاؤ کا دائرہ حیرت انگیز طور پر وسعت کا حامل ہے۔ ۔خیال رومانی نذیر تبسم کی شاعری کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"نذیر تبسم کی شاعری اپنی انفرادیت اور دلکشی کا جواز اس وقت فراہم کرتی ہے جب وہ افراد کے کردار کی نفسیاتی تفسیر کو مد نظر رکھتے ہوئے ناپسندیدہ رویوں کے بنیادی محرکات کو اپنی شاعرانہ علمیت کی روشنی میں پرکھتا ہے پھر قابلِ اصلاح پہلوؤں کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرواکر مثبت طرز اپنانے کی دعوت دیتا ہے"(1)

نزیر تبسم کی شاعری میں انسانی زندگی اور انسانی نفسیات پر ماضی کے واقعات کے اثرات منفرد انداز میں دکھائی دیتے ہیں کہیں ماضی کے جھروکوں سے جھانکتی زندگی میں حسین یادوں کا لمس ہے تو کہیں جذبوں کی حرارت پائی جاتی ہے۔ کہیں ماضی کے گلشن سے پھول چننے کا وافر سامان مہیا ہے، تو کہیں گزرے لمحات سے احساس مسرت کے شگوفے پھوٹتے ہیں اور دل کے آنگن میں یادوں کی پازیب چھنک اٹھتی ہے اور کہیں گل پوش لہجوں اور گلنار چہروں کے نہ ہونے سے خزاں ڈیرہ جما لیتی ہے:

چھنک اٹھی ہے کہیں تری یاد کی پازیب
میں جا رہا ہوں کہیں دور گنگناتا ہوا(2)
نہ وہ گل پوش لہجے ہیں، نہ وہ گلنا ر چہرے ہیں
مرے چاروں طرف کیسے خزاں آثار چہرے ہیں(3)

نذیر تبسم ماضی کی تصویروں میں حال کے رنگ بھرتے ہیں اور ماضی کے گم گشتہ قافلوں کے لیے نقش قدم، رہبر، رہنما اور نگران بن جاتے ہیں اور ادھورے سفر کا پورا یقین پیدا کرتے ہیں جس سے معاملات میں سلجھاؤ اور درستگی درآتی ہے۔ان کی نظر میں ماضی کوئی گمشدہ چیز نہیں ہے بلکہ حال اور مستقبل سے وابستہ امیدوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ پرانے رستوں کو یاد کر کے حال کے لیے خوشیاں کشید کرتے ہیں۔

کسی جنگل میں اک رستہ پرانا ڈھونڈتے رہنا
وہ ساری عمر بچپن کا زمانہ ڈھونڈتے رہنا(4)

حالات کیسے بھی ہوں وقت کا پہیہ چلتا رہتا ہے۔زندگی کی گاڑی اپنی پوری رفتار سے زمانے کی شاہراہ پر رواں دواں رہتی ہے۔نذیر تبسم کی شاعری میں سبھی ادوار میں سے گزرے لمحات یادوں کی تازگی کا باعث رہے ہیں۔مگر موجودہ زمانے کی تبدیلی نے ماضی سے جڑی روایات کو بھی خوف سے منسوب کر دیا۔ملاحظہ ہو:

ہماری بستیوں میں بھی کبھی لگتے تھے میلے
مگر میلے میں کھو جانے کا ڈر ایسا نہیں تھا(5)

گئے وقتوں میں ترجیحات بھی کچھ اور ہوتی تھیں
سو اس آشوب میں اب کون کس کو یاد رکھتا ہے(6)

جدید دور اور اس کی ایجادات نے خط، عید کارڈ، شادی بیاہ کی رسوم، میل ملاقات کے انداز، مہمانداری اور مہمان نوازی، طرز رہن سہن حتیٰ کہ انداز تخاطب و تکلم تک کو بدل دیا ہے۔نذیر تبسم بھی ماضی کی بہت سی اعلیٰ اقدار کو اپنے سامنے دم توڑتا دیکھ رہے ہیں۔اور ان روایات و اقدار کی کمی محسوس کرتے ہیں جو کبھی ماضی کا حصہ تھیں۔ وہ اپنی شاعری میں غمزدہ دل کے ساتھ ان لمحات کی منظر کشی کرتے ہیں:

قہوہ خانوں میں بھی رونق سی لگی رہتی تھی
قصہ خوانی میں چلے آتے تھے مہکے ہوئے لوگ(7)

ریاض مجید نذیر تبسم کی اس کیفیت کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"بظاہر تبسم کی شاعری محبت کے ہمہ گیر جذبے کی عطا معلوم ہوتی ہے لیکن بنظر غائر اس محبت نامہ کا جائزہ لیا جائے تو اس میں سماجی دکھوں اور ٹیسوں کی کراہ بہ آسانی سنی جاسکتی ہے"(8)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دکھوں کے بھی اپنے رنگ، اپنے انداز ہوتے ہیں۔بعض دکھ انسان کی زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں۔وہ دکھ بہت سے سکھوں سے اس قدر بہتر اور دلنشین ہوتے ہیں کہ ان پر سکھ وارے جاسکتے ہیں۔نذیر تبسم نے بھی ماضی سے جڑی یادوں اور یادوں سے جڑی کیفیات کو حرزِ جاں اور خزینہ زیست بنایا ہوا ہے:

باڑہ گلی کا موسم بھی کیا موسم تھا
میری آنکھوں سے کچھ پانی لینے کو
بادل میرے کمرے میں آجاتے تھے(9)

اس بستی سے وابستہ ہیں میرے کتنے سکھ
میں نے بھی اک بار وہاں کچھ روز گزارے تھے(10)

کہا جاتا ہے کہ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔پھول کی نازکی کانٹوں کی وحشت کی مرہون منت ہے۔بہار کا نغمہ جاں فزا، خزاں کی غمگین بانسری سے پھوٹتا ہے۔دن رات کی تاریکی سے روشن ہوتا ہے۔پانی کی توقیر پیاس کی شدت سے ہے۔چاند کی ٹھنڈک سورج کی حدت کے تابع ہے۔جوانی کا جوبن بڑھاپے کے زوال انگیز لمحات سے نکھرتا ہے۔محبت نفرت سے جلا پاتی ہے اور زندگی موت کی سختیوں کی وجہ سے بھلی لگتی ہے۔نذیر تبسم کی شاعری ان تمام عناصر کی شدت کو بیان کرتی نظر آتی ہے جن سے زندگی کے نشیب و فراز کا حسن قائم دائم ہے:

بہت سے لوگ اچھے موسموں میں یاد آتے ہیں
مگر تیری کمی میں واقعی محسوس کرتا ہوں

وہ میری ماں نہیں تھی پھر بھی ممتا کی علامت تھی
میں اس کی شفقتوں کو آج بھی محسوس کرتا ہوں(11)

وقت نے عجیب کروٹ لی ہے۔بڑھتی آبادی نے ویرانی میں بے پناہ اضافہ کردیا ہے۔رونق کم اور رش زیادہ ہے۔مکانات کی کثرت ہے آنگن ویران ہیں۔مل بیٹھنے اور مل بانٹنے کا فلسفہ ناپید ہوتا جارہا ہے۔نذیر تبسمؔ کے دل پر بھی اس بدلتی دنیا کے تیور زنجیر زنی اور سینہ کوبی کرتے ہیں۔وہ افسردہ ہیں کیونکہ ان کی آنکھوں نے اس دور کو دیکھا جب دلان اکھٹے اور کھلیان مشترک ہوا کرتے تھے۔مگر اب تقسیم در تقسیم نے انسانی قدروں کو بھی ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے وہ اس درد کا اظہار اپنے اشعار میں کرتے ہیں:

یہاں تقسیم در تقسیم کی باتیں نہیں تھیں
یقین مانو کہ پہلے میرا گھر ایسا نہیں تھا(12)

اک چھوٹی سی ہانڈ ی پکتی تھی
گھر کے سب لوگ مل کے کھاتے تھے
ماں کے ہاتھوں میں اتنی برکت تھی(13)

نذیر تبسمؔ کی شاعری زمانی کشمکش کی بھول بھلیوں سے ابھرتی ہے وہ اپنی شاعری میں جاگتی آنکھوں اور نیند کے خواب بھی بیان کرتے ہیں اوران کی تعبیر بھی تلاش کرتے ہیں۔کہیں تعبیر خواب کی حقیقت بن جاتی ہے اور کہیں خواب خواب ہی رہتے ہیں۔ان کے خواب ہر انسان کی کہانی اور دل کی صدا بن کر ذہن و دل کو معطر کرنے لگتے ہیں:

رقص میں انجم ومہتاب ہوا کرتے تھے
میری آنکھوں میں تیرے خواب ہوا کرتے تھے(14)

کیسے خواب وخیال، وہ سارے موسم
جب ہم بھی کہتے تھے، اپنے گھر جاتے ہیں (15)

۔نذیر تبسمؔ نے اپنی شاعری میں ماضی کی کیفیت کو بہت خوبی سے نبھایا ہے۔وہ یادوں، خوابوں اور مناظر کے ساتھ ساتھ ان گلیوں، کونوں، کوچوں اور راہوں کے نقش بھی بیان کرتے ہیں جن سے ماضی کے واقعات جڑے ہوئے ہیں۔وہ صرف جاں گداز لمحات پر لب کشائی ہی نہیں کرتے بلکہ اُن مقامات کا تذکرہ بھی بڑے دلنشین پیرائے میں کرتے ہیں۔اس سے اُن کی فنکارانہ حس اور مشاہدہ کی قوت کا اندازہ ہوتا ہے:

میرے شہر پشاور، وہ جو تیری آبرو تھے
تری عظمت کے وہ مینار بھی گم ہورہے ہیں(16)
زندگی رقص میں ہوتی تھی جہا ں آج وہاں

یاٹوٹی ہوئی قبریں ہیں یا اجڑ ے ہوئے لوگ
اب تو ہر چہرے پہ کندہ ہیں اداسی کے نقوش
اب تو ماضی کا فسانہ ہوئے ہنستے ہوئے لوگ(17)

انفرادی اور اجتماعی تشخص کی اساس یاداشت پر ہے۔یاداشت کے نہ ہونے سے ماضی بھی منہدم ہو جاتا ہے اور پھر انسانی زندگی کا ورثہ اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔نذیر تبسم نے بھی ماضی سے اپنا رشتہ استوار رکھا ہوا ہے اور پرکھوں کی نشانی کو دل کے نہاں خانے میں محفوظ رکھا ہے۔

کسی کوچے میں پرکھوں کی نشانی چھوڑ آیا ہوں
میں الماری میں اک البم پرانی چھوڑآیا ہوں
تبسم یہ سبھی سرشاریاں اپنی جگہ،لیکن
میں رستے میں کہیں اپنی جوانی چھوڑآیا ہوں(18)

عمر جیسے جیسے قدم آگے بڑھاتی جاتی ہے ماضی پسندی اور ماضی پرستی شدت اختیار کر لیتی ہے۔زندگی جتنی آگے بڑھتی ہے،ذہن و دل میں گزرے ہوئے زمانے، بچھڑے ہوئے ساتھی،پرانے گھر اور گلی کوچوں اور محلے کی یادیں گھر کر جاتی ہیں۔ایسا کوئی انسان نہیں کہ جو منہ زور گھوڑے کی طرح آگے ہی آگے بھاگتا رہے ایک وقت آتا ہے جب ماضی کی یادیں ناگ بن کر ڈسنے لگتی ہیں۔،اور انسان گزرے وقت کو آواز دیتا ہے۔اور یہ آواز ہمہ گیر و دل گیر حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔

حوالہ جات

1۔خیال رومانی،ادب،روزنامہ جنگ راولپنڈی،30 ستمبر1996
2۔ڈاکٹر نذیر تبسم "ابھی موسم نہیں بدلا" بابا قائم سائیں پرنٹنگ پریس،2006،ص3
3۔ڈاکٹر نذیر تبسم "کیسے رائیگاں ہوئے ہم" بخاری پبلشرز پشاور خیبر پختونخوا پاکستان،2015ص3
4۔ڈاکٹر نذیر تبسم،ابھی موسم نہیں بدلا،،ص86
5۔ڈاکٹر نذیر تبسم،ابھی موسم نہیں بدلا،ص27
6۔ڈاکٹر نذیر تبسم،ابھی موسم نہیں بدلا،ص57
7۔ڈاکٹر نذیر تبسم،کیسے رائیگاں ہوئے ہم،ص84
8۔ڈاکٹر ریاض مجید،تبصرہ،مشمولہ "ابھی موسم نہیں بدلا"
9۔ڈاکٹر نذیر تبسم،ابھی موسم نہیں بدلا،ص30
10۔ڈاکٹر نذیر تبسم "کیسے رائیگاں ہوئے ہم "ص32
11۔ ایضاً،ص120

12۔ایضاً"ص80

13۔ڈاکٹر نذیر تبسم "ابھی موسم نہیں بدلا"ص26

14۔ڈاکٹر نذیر تبسم "کیسے رائیگاں ہوئے ہم"ص81

15۔ایضاً"ص82

16۔ڈاکٹر نذیر تبسم،ابھی موسم نہیں بدلا،ص26

17۔ڈاکٹر نذیر تبسم "کیسے رائیگاں ہوئے ہم"ص84

18۔ایضاً،ص94

References:

1. Khayal Romani"Adab ,roznama jang ,Rawaloindi,30 September 1996,page no 30
2. Dr Nazir Tabasum "abhi mosam nahii badla"Baba Qaim Saien Printing Press,2006 page no 3.
3. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan huey hum"Bukhari Publishers Peshawar Pakistan 2015,page 3.
4. Dr Nazir Tabasum"abhi mosam nahi badla"page no 86
5. Ibid, page no 27
6. Ibid, page no 57
7. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan huey hum"page no 84
8. Dr Riaz Majid" tabsara mashmoola Abhi mosam nahi badla"
9. Dr Nazir Tabasum" ubi mosam ni badla"page no30
10. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan oey hum"page no 32
11. Dr Nazir Tabasum" abhi mosam nahi badla"page no 120
12. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan huey hum"page no 80
13. Dr Nazir Tabasum" abhi mosam nahi badla"page no 26
14. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan Huey hum"page no 81
15. Ibid, page no 82
16. Dr Nazir Tabasum" abhi mosam nahi badla"page no26
17. Dr Nazir Tabasum"kesay rayegan huey hum"page no84
18. Ibid,page no 94